ابھی یہ خیال ختم نہیں ہوا تھا کہ میں بھی اسی بلا میں مبتلا ہو گیا۔ اور ایسا جنون ہوا کہ اسلام کا نام بھی ناگوار معلوم ہوتا تھا۔ لیکن میں اسی حال میں خوش تھا۔ کوشش کرتا تھا کہ توحید بیان کردوں، لیکن طاقت نہیں پاتا تھا اور تثلیث کا قائل ہو گیا اور اسے گھٹانے بڑھانے پر قادر نہ رہا۔ خدا کا اتنا فضل تھا کہ نماز کے اوقات پر مجھے ہوش آجاتا۔ یہاں تک کہ میں نماز سے فارغ ہو جاتا اور پھر مجنون ہو جاتا اور نصاریٰ کے دین کی تعریف کرتا۔ اس حال میں جمعہ کے وقت عصر سے لے کر دوسرے دن کے ظہر تک رہا۔ پھر اللہ نے اس کی حقیقت مجھ پر منکشف کردی اور اسی وقت میں نے اللہ کے قول کذالک زینا لکل امۃ عملھم" (ایسے ہی ہم نے ہر قوم کے اعمال کو اس کے لئے مزین کردیا ہے) کا اشارہ سمجھا اور مجھے مذاہب وادیان کے اختلاف کی حقیقت معلوم ہوئی۔ پھر میں کفار وغیرہ میں اعتراض کرنے لگا اور مجھے یہ کام ضرر نہیں دیتا تھا۔

اگرچہ اس کتاب کا ترجمہ آج سے کچھ اوپر ساٹھ سال پہلے ہوا۔ لیکن اس کے باوجود اس کی زبان صاف اور اسلوب آسان ہے۔ البتہ اس کے موجودہ ناشروں نے کتابت کی غلطیوں کی پوری طرح اصلاح نہیں کی۔

یہ کتاب اس قابل ہے کہ اسے بار بار پڑھا جائے، اس میں معرفت ہے حکمت ہے اور اصل دین اور اس کی حقیقی روح کو بڑے دل نشین اور نصیحت آموز طریقے سے واضح کیا گیا ہے۔

کتاب مجلد ہے۔ ضخامت ۲۳۲ صفحات۔ کتابت وطباعت متوسط۔ قیمت چھ روپے۔

مجموعہ قوانین اسلام جلد اوّل

جناب تنزیل الرحمٰن ایم اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ اعزازی پروفیسر قانون ادارہ تحقیقات اسلامی کراچی اس مجموعے کے مولف ہیں۔ اور یہ مشتمل ہے ان دس ابواب پر۔ (۱) ابتدائی (۲) مختلف فرقوں اور مذاہب کے افراد کے مابین نکاح (۳) انعقاد اور جواز نکاح۔ (۴) صحیح، فاسد اور باطل نکاح (۵) ولایت نکاح (۶) خیار بلوغ (۷) کفاءت (۸) خلوت صحیحہ (۹) مہر اور (۱۰) نفقہ۔

یہ کتاب ادارہ تحقیقات اسلامی کے ایک جامع منصوبہ کے تحت لکھی گئی ہے جس کے پیش نظر "تمام منتشر اسلامی قوانین کو تحقیق کے بعد جدید انداز پر مرتب اور مدون" کرنا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ تنزیل الرحمن صاحب کی زیر نظر کتاب بڑی تحقیق سے مرتب ہوئی ہے اور اس کا انداز بھی بڑا عمدہ ہے چنانچہ ایک عام قاری بھی

اسے شوق سے پڑھ سکتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

مثال کے طور پر دوسرے باب کا عنوان ہے' مختلف فرقوں اور مذاہب کے افراد کے درمیان نکاح' شروع میں تشریح" ہے اس کے بعد مولف نے تجویز" کے عنوان کے تحت اپنی طرف سے رائج الوقت قانون میں مناسب تبدیلیاں کرنے کی تجویزیں کی ہیں۔ کہیں کہیں مولف نے "تجزیہ" کے تحت پیش نظر مسئلے کا جائزہ بھی لیا ہے، اور مسئلے کے مالۂ وما علیہ پر بحث کی ہے۔ مولف نے شروع کتاب میں "مسلمان کی تعریف" ان الفاظ میں کی ہے۔

"جو کوئی شخص خدا کو ایک اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتا ہو اور خود کو مسلمان کہتا ہو، مسلمان ہے۔"

مولف کی یہ تعریف نہایت صحیح اور مناسب ہے اور پاکستان کے موجودہ حالات کے بالکل مطابق ہے آج ہماری سب سے بڑی ضرورت مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے ایک دوسرے کو غیر مسلمان قرار دینے کے رجحان کو روکنا ہے۔ نیز تنزیل الرحمٰن صاحب نے اس امر کا اثبات کر کے کہ "مسلمانوں کے ہر فرقے کے مرد و عورت کے درمیان باہم نکاح جائز ہے" صحیح اقدام کیا ہے۔

مولف نے سرسید کے صاحبزادے برصغیر کے مشہور جج سید محمود کے اس فیصلے سے کہ "مسلمانوں میں نکاح ایک مذہبی رسم نہیں، بلکہ ایک خالص دیوانی معاملہ ہے"۔ اختلاف کیا ہے اور جسٹس قدیرالدین احمد کے فیصلے کی تائید کی ہے جو حسب ذیل ہے۔

"اگر مذہبی رسم نکاح کا کوئی لازمی جز نہیں ہے، تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ نکاح اپنے اندر کوئی مقدس پہلو نہیں رکھتا یا اس کے ساتھ مذہب کا تقدس اور خداوند تعالیٰ کی خوشنودی شامل نہیں۔ فی الحقیقت نکاح کے ساتھ روحانیت کے اعلیٰ ترین سرچشموں سے ایک تقدس وابستہ ہے جو شروع سے آخر تک حقوق و فرائض کے تصورات کا تابع ہے۔ ان حقوق و فرائض کو اس تقدس سے جو ان کی خاصیت میں ہے، مبرا خیال کیا جائے تو یہ حقوق و فرائض بے حرمت ہو جائیں گے اور اپنے امتیازی خاصہ میں اسلامی نہ رہیں گے۔"

یہ وضاحت دینی جو بالکل صحیح ہے، لیکن اصل سوال یہ ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان نکاح کا جو معاہدہ ہوتا ہے اس کی حیثیت کیا ہے۔ ظاہر ہے یہ حیثیت ایک دیوانی معاہدے کی ہے۔ عیسائیوں

کی طرح نہ تو ایک باقاعدہ پادری کا نکاح پڑھانا لازمی ہے اور نہ دوسری مذہبی رسوم شرائط نکاح میں شامل ہیں۔ یہاں تک کہ خود مولف کے الفاظ ہیں۔

"انعقاد (نکاح) کے لیے کسی رجسٹرار، قاضی یا مولوی کی ضرورت نہیں۔ توضیح :- فریقین ایک دوسرے سے خود اپنا نکاح کر سکتے ہیں۔ یہ امر لازم نہ ہوگا کہ کوئی دوسرا شخص ان کا نکاح پڑھائے۔"

اب رہا میاں بیوی کے باہمی حقوق و فرائض کے "تقدس" کا سوال۔ بے شک ان کے بارے میں یہ تقدس ضرور ہونا چاہیئے، لیکن کیا اسلام دیوانی معاہدات کے تقدس پر زور نہیں دیتا، اور پھر اگر کوئی شخص دیوانی معاہدات کے تقدس کو نظر انداز کر سکتا ہے تو اس کے لئے ان معاہدات کے تقدس کو اگر انہیں مذہبی نام دیا جائے، نظر انداز کرنے میں کیا باک ہوگا؟

اس ضمن میں ایک اور بات کا ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ اگر زوجین کے حقوق و فرائض کو مذہب کا نام دے کر تقدس کا جامہ پہنایا گیا، تو بدلتے ہوئے حالات اور معاشرے کی نئی ضرورتوں کے تحت ان میں ضروری تغیر و تبدل کرنا مشکل ہو جائیگا۔

زیر نظر کتاب کا پیش لفظ عالی جناب جسٹس ایس اے رحمٰن صاحب جج سپریم کورٹ پاکستان نے لکھا ہے، جو مختصر ہونے کے باوجود بڑا جامع اور پُر معنی ہے۔ آپ نے اس قومی و ملی فریضے کا موجودہ ملکی قانون کا جائزہ لے کر اسے مناسب ردّ و بدل کے بعد اسلامی سانچے میں ڈھالا جائے، ذکر کرتے ہوئے بالکل بجا فرمایا ہے "ترمیم و اصلاح کا یہ کام اہم بھی ہے، اور نازک بھی۔ ایک طرف تو روایت پرست علمار کا طبقہ ہے، جو اپنے ائمہ کے اقوال میں شوشہ بھر تبدیلی روا نہیں رکھتے اور ان کی آرار کو پتھر کی لکیر سمجھتے ہیں)۔ ان کی دانست میں، دین اپنی تمام جزئیات کے ساتھ مدت مدید سے اپنی آخری صورت اختیار کر چکا ہے۔ اور اس میں مزید تفکر و تفقہ کی گنجائش نہیں یہ طبقہ عموماً علوم جدیدہ کی مبادیات سے بھی ناآشنا ہے اور عصر جدید کے تقاضوں سے بے خبر۔ اسلاف کے صحیفوں سے سرِمُو اختلاف ان کی نظر میں کفر کے مترادف ہے۔" علمار کے اس طبقے کے مقابلہ میں بقول موصوف کے

"دوسری طرف وہ جدت پسند طبقہ ہے، جو مغرب کی خیرہ کن مادی ترقی سے مرعوب ہے اور دبستان جمود کے خلاف ردعمل میں دین بیزاری کی حد تک پہنچ چکا ہے .... اس کے نزدیک لادینی مملکت ہی ہمارے تمام دکھوں کا مداوا ہے" جناب جسٹس ایس اے رحمٰن صاحب فرماتے ہیں کہ۔ ان دونوں کے درمیان اعتدال پسندوں کی ایک جماعت بھی موجود ہے وہ اس بات کی متمنی ہے کہ افراط و تفریط کے راستوں کو چھوڑ کر اس صراط مستقیم پر چلے، جو فی الدنیا حسنۃ

وفی الاخرۃ حسنۃ" کی منزلِ مقصود تک پہنچانے کی ضامن ہے۔"

واقعہ یہ ہے کہ جناب تنزیل الرحمٰن اس جماعت کے صحیح نمایندے ہیں اور ان کی یہ تالیف اس کا ایک مثبت اور ٹھوس ثبوت ہے۔

ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب ڈائرکٹر ادارہ تحقیقات اسلامی کا قلم سے کتاب کا دیباچہ ہے، جس کے ضمن میں وہ لکھتے ہیں۔

...... فقہ اسلامی کی تدوین نو کا کام بہت بنیادی نوع کا ہوگا اور سطحیت سے بہت گہری تاریخی اور تعبیری تحقیق و فکر کا نتیجہ ہوگا.... اسلامی معاشرے کی حیثیت سے مستقبل میں ہمارا استحکام حقیقی اسلامی روح اور صحیح اسلامی اداروں کی بقا کے ساتھ وابستہ ہے ان اداروں میں جو اسلامی روح کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں ایک بنیادی ادارہ عائلی زندگی کا ہے، جس کے بغیر کوئی صالح معاشرہ قائم نہیں رہ سکتا۔ اور تہذیب و تمدن بربریت میں بدل جاتے ہیں۔ چاہے وہ قبل از تاریخ وحشیوں کی بربریت ہو یا مادی طور پہ ترقی یافتہ قوموں کی بربریت"

اسلامی عائلی زندگی کے قوانین کو اس شکل میں پیش کر کے جناب مؤلف نے ایک بڑا قابلِ تعریف کام کیا ہے۔ ہم فاضل مؤلف کے ساتھ ساتھ ادارہ تحقیقات اسلامی کو بھی اس کام پر خلوص دل سے مبارک باد پیش کرتے ہیں، اور متمنی ہیں کہ ادارہ اپنی زیادہ تر توجہ ایسے ہی مفید اور تعمیری کاموں کی طرف مبذول رکھے گا۔

کتاب ٹائپ میں چھپی ہے، اور کاغذ، طباعت، ٹائپ اور صحت کے اعتبار سے درجہ اوّل کی ہے اور خوشی کی بات یہ ہے کہ جس قدر محنت اس کی تالیف میں کی گئی ہے اتنی ہی محنت اور توجہ سے اسے چھاپا بھی گیا ہے۔

ضخامت ۴۳۰ صفحات بڑے سائز کے۔ کتاب مجلد ہے۔

ملنے کا پتہ :- ادارہ تحقیقات اسلامی، حیدر علی روڈ، کراچی ۵

6/12/69